مُردار کی کھال کے بارے میں شرعی حکم

از جناب ملک غلام علی صاحب

اس سے پہلے ایک صاحب نے مردار کی کھال کے استعمال اور اس کی فروخت کے متعلق سوال کیا تھا اور اس کا مختصر جواب دے دیا گیا تھا۔ مگر اس سے ان کی تشفی نہ ہوئی اور انہوں نے زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنا سوال دہرایا جو حسب ذیل ہے:-

"میں نے مُردار کے چمڑے سے متعلق دریافت کیا تھا کہ اسے دباغت سے پہلے فروخت یا استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے مختصر جواب دیا کہ یہ فعل جائز ہے، کیونکہ ہر شخص کے لیے دباغت ممکن نہیں اور دباغت سے پہلے اس کی خرید و فروخت ممنوع ہو تو دباغت سے اسے پاک کر کے استعمال کرنا ہر انسان کے بس میں نہ رہے گا۔ حالانکہ شریعت نے مدبوغ چمڑے کو پاک قرار دیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جلدِ مَیتہ کی فروخت کے بارے میں میری کچھ تشفی نہیں ہو سکی۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نے نہایت ہی مختصر جواب دیا ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی دلیل اور سند بیان نہیں فرمائی۔ اور دوسری یہ کہ تحقیق کے دوران میں نے شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کے متعلق جو تبصرہ پڑھا ہے اس نے آپ کے جواب سے مجھے اور بھی غیر مطمئن بنا دیا ہے۔ انہوں نے درج ذیل حدیث لکھی ہے:-

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ حرّم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔ فقیل یا رسول اللہ ارایت شحوم المیتۃ فانہ یطلی بہا السفن ویدھن بہا الجلود ویستصبح

بها الناس - فقال لا، هو حرام - ثم قال رسول الله عند ذلك قاتل الله اليهود ان الله لما حرم شحومها جملوه ثم باعوه فاكلوا ثمنه -

(رواه الجماعة)

(حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ، مردار کی چربی کے متعلق آپ کا ارشاد کیا ہے؟ اس سے کشتیاں اور چمڑے روغن کیے جاتے ہیں اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں یہ حرام ہے۔ پھر آنحضورؐ نے فرمایا: اللہ یہود کو غارت کرے۔ اللہ نے جب ان کی چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اسے پگھلایا، پھر اسے بیچا اور اس کی قیمت کو خود صرف کیا)۔

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:-

..... نقل ابن المنذر ايضا الاجماع على تحريم بيع الميتة والظاهر بانه تحريم بيعها بجميع اجزائها - ويستثنى من ذالك السمك و الجراد وما لا تحله الحياة ...... وتحريم الانتفاع يوخذ من دليل اخر كحديث لا تنتفعوا من الميتة بشئ والمعنى لا تظنوا ان هذه مقتضية لجواز بيع الميتة فان بيعها حرام - فيه دليل على ابطال الحيل والوسائل الى المحرم وان كل ما حرمه الله على العباد فبيعه حرام لتحريم ثمنه (ملخصاً - نيل الاوطار - ج ۵ - كتاب البيوع)

(ابن منذر نے مردار کی بیع کے حرام ہونے پر بھی اجماع نقل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس تحریم سے مراد مردار کے تمام اجزاء کی تحریم ہے، البتہ مچھلی، ٹڈی اور وہ جزء جس میں زندگی کے آثار نہ ہوں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور مردار کے اجزاء سے فائدہ اٹھانے کی حرمت دوسری دلیل سے ثابت ہے، مثلاً اس حدیث سے کہ مردار کی کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ یعنی یہ گمان نہ کرو کہ مردار کی بیع کا جواز اس سے نکلتا ہے، اس کی بیع حرام ہے۔ اس سے حرام اشیاء کے استعمال کے طریقوں اور حیلوں کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے اور ہر چیز جو اللہ نے اپنے بندوں پر حرام کی ہے اس کی بیع

بھی حرام ہے کیونکہ اس کی قیمت حرام ہے (نیل الاوطار ج ۵ - البیوع)

مجھے امید ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے لکھیں گے اور میری نیز عوام کی اُلجھن کو دُور کریں گے۔

جزاکم اللہ خیر الجزاء"

اس طویل اور مفصل سوال کا جواب درج ذیل ہے۔

آپ کے دوسرے خط سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک مُردار کے جملہ اجزائے جسد کا حکم ایک ہی ہے، خواہ وہ گوشت ہو یا کھال ہو یا بال، یا ہڈی، سینگ، کھر وغیرہ ہوں۔ پھر آپ نے ایک ہی حدیث کی روشنی میں مُردار کے سارے اجزاء کو حرام سمجھ لیا ہے۔ میرے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے۔ محدثین اور ائمہ مجتہدین کی اکثریت نے مختلف اجزاء پر ایک ہی حکم کا اطلاق نہیں فرمایا ہے۔ مثلاً آپ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب جُلودِ المیتۃ قبل اَن تُدبَغ ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مُردہ بکری پر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھایا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ اس کے بعد چند ابواب چھوڑ کر امام بخاریؒ نے ایک دوسرا باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے باب بیع المیتۃ والاصنام۔ اس باب کے تحت وہی حدیث مروی ہے جو آپ نے نقل کی ہے اور جس میں مردار اور اس کی چربی کی حرمت وارد ہے۔ دونوں حدیثوں کے صحیح الاسناد ہونے میں تو شبہ ہی نہیں ہو سکتا، نہ کسی ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے پر کوئی دلیل موجود ہے۔ اس لیے یہ ماننا ناگزیر ہے کہ مردار کے پورے جسم کی گوشت سمیت قیمت لگا کر اُسے فروخت کرنا تو ممنوع ہے، لیکن چربی اور گوشت کے ماسوا دوسرے اجزاء، یا کم از کم اس کی کھال سے چونکہ استفادہ جائز ہے، اس لیے اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہو گی۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ اس حدیث اور اس کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے جوازِ استمتاع سے جوازِ بیع پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جس شے سے انتفاع جائز ہے، اس کی بیع بھی جائز ہے اور جس سے فائدہ اُٹھانا ممنوع ہے اس کی بیع بھی ممنوع ہے۔ حضرت ابن عباسؓ والی احادیث کو امام بخاریؒ دوبارہ کتاب الذبائح میں

بھی لائے ہیں۔ ایک کا متن تو وہی ہے جس کا ترجمہ اُوپر آچکا ہے، دوسری میں آنحضورؐ کا قول یوں مروی ہے :۔ اس بکری والوں کے لیے کیا مضائقہ تھا کہ وہ اس کی کھال سے فائدہ اُٹھاتے (ما على اهلها لو انتفعوا بإهابها ؟)۔ اس مقام کی شرح میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام زُہری نے مطلقاً مردار کی کھال سے انتفاع کا جواز اخذ کیا ہے، خواہ اسے دباغت دی گئی ہو یا نہیں۔ یہی مسلک امام داؤد ظاہری کا بھی بیان کیا ہے۔ پھر بخاری کتاب الایمان والنذور میں حضرت ابن عباسؓ نے حضرت سودہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ہماری ایک بکری مرگئی تھی تو ہم نے اس کی کھال کو دباغت دی اور اسے استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ایک پرانے مشکیزے کی طرح ہوگئی۔

بخاری، کتاب الذبائح میں حضرت ابن عباسؓ سے جو حدیث مروی ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے عمدۃ القاری میں حافظ بدرالدینؒ عینی فرماتے ہیں کہ جمہور فقہاء اور ائمہ فتوٰی نے اس حدیث کی رُو سے جلدِ مدبوغ سے انتفاع کو جائز قرار دیا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا قولِ آخر ہے۔ امام احمدؒ کے متعلق امام ترمذیؒ کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ وہ پہلے لا تنتفعوا من المیتة بشیء والی روایت کے قائل تھے، لیکن بعد میں اس کی سند میں اضطراب کے باعث اسے ترک کر دیا۔ اس حدیث کے تحت یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی لکھی ہے اور عینی اور ابن حجر دونوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن روایات میں مطلق ممانعت مذکور ہے اس کی سند میں کلام ہے اور احادیثِ صحیحہ سے مُعارض ہونے کے باعث وہ ناقابلِ قبول ہے۔ ان میں سے ایک روایت ابن عکیم کی ہے جن کی صحابیت مختلف فیہ ہے اور ان کی روایت کا مدار ایک مکتوب پر ہے جس کا درجہ بہرحال سماع کے برابر نہیں ہے۔

صحیح بخاری کے بعد آپ صحیح مسلم کی احادیث کو لیں۔ اس کی کتاب الحیض، باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ میں پہلے حضرت ابن عباسؓ سے وہی بکری کی کھال والی چار احادیث مروی ہیں اور یہ بھی تصریح ہے کہ وہ بکری حضرت میمونہؓ کی ایک خادمہ کی تھی۔ الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ باقی مضمون وہی ہے جو بخاری شریف کی احادیث میں مروی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ کی متعدد دیگر احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جو جلد مدبوغ کی طہارت پر دلالت کرتی

ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:۔ اذا دُبِغَ الاھاب فقد طھر۔ دباغہ طھورہٗ ۔ ان ساری روایات پر امام نَوَوِیؒ نے مفصل شرح لکھتے ہوئے سات مذاہب بیان کیے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ امام شافعیؒ کے نزدیک کتے اور خنزیر کے ماسوا ہر جانور کی جلد دباغت سے پاک ہو جاتی ہے خواہ وہ گیلی ہو جائے یا خشک ہو۔

۲۔ دباغت سے کوئی جلد پاک نہیں ہوتی۔ امام احمدؒ کا زیادہ مشہور مسلک یہی ہے۔

۳۔ صرف حلال جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے۔ یہ امام اَوزاعیؒ اور ابو ثور اور ابن مبارکؒ کا مسلک ہے۔

۴۔ خنزیر کے ماسوا ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے۔

۵۔ ہر جانور کا ظاہری، یعنی اوپر کا حصہ دباغت سے خشک حالت میں پاک ہو سکتا ہے۔ یہ امام مالکؒ کا مشہور مسلک ہے۔

۶۔ ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو سکتی ہے۔ یہ امام داؤد ظاہریؒ کا مسلک ہے۔

۷۔ دباغت کے بغیر بھی مردار کی کھال پاک ہے۔ یہ امام زُہریؒ کا مسلک ہے۔

صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم الخمر والمیتہ ...... کی شرح میں امام نووی نے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک نجس اشیاء کا صرف کھانا اور بدن پر ملنا جائز نہیں، ان سے دوسری طرح کا انتفاع جائز ہے۔

بہرکیف ان احادیث اور ان کی مندرجہ بالا تشریحات سے میرے نزدیک یہ امر بلاشک وشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ امت کی اکثریت کے نزدیک کم از کم حلال جانوروں کی جلد کی خرید و فروخت اور اُس سے استفادہ جائز ہے اور دباغت کے بعد یہ پاک ہو جاتی ہے خواہ جانور ذبح ہونے کے بجائے طبعی موت مرا ہو۔ عجیب بات ہے کہ امام داؤد ظاہریؒ جنہیں نیل الاوطار کی اسی جلد کے صفحہ ۶۴ پر لائق اقتداء سلف صالح میں شمار کیا گیا ہے، جلدِ مَیتَہ کے معاملے میں امام شوکانی نے ان کے عین برعکس موقف اختیار کیا ہے۔ امام داؤد ہر جانور کی کھال کو ہر حالت میں پاک سمجھتے ہیں اور امام شوکانی کسی کھال کو کسی حالت میں طاہر قرار نہیں دیتے۔

قاضی شوکانی کا جو مسلک آپ نے نقل کیا ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ مگر میں اس پر تفصیلی بحث ضروری نہیں سمجھتا۔ البتہ انہوں نے المُنْتَقیٰ کی جو روایت ابوداؤد اور مُسندِ احمد سے نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی شے کا کھانا حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے، اس کے متعلق میری گذارش صرف یہ ہے کہ میرے ناقص فہم کے مطابق جس طرح بعض دوسری صحیح احادیث سے مُردار کی کھال سے انتفاع کا جواز ملتا ہے، اسی طرح اُن کی بیع و شراء کا بھی جواز نکلتا ہے، کیونکہ یہ میرے نزدیک انتفاع ہی کی ایک صورت ہے۔ امام خطّابی کا قول ہے جسے دوسرے شارحینِ حدیث نے بھی نقل کیا ہے، کہ مردار کا گوشت اپنے پالتو کتّے کو کھلایا جا سکتا ہے اور یہ جائز انتفاع کی ایک صورت ہے۔ بعض احادیث میں شکار یا رکھوالی کے لیے کتوں کے رکھنے اور بیچنے کا جواز مذکور ہے حالانکہ ان کا گوشت نجس و حرام ہے۔ اسی طرح پالتو گدھا اور خچر حرام ہے، تو کیا اس سے انتفاع اور اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے؟ اگر آپ اور امام شوکانی اس کے بھی قائل ہیں تو میں اس پر یہی عرض کر سکتا ہوں کہ یہ بات ویسی ہی ہے جیسا کہ امام شوکانیؒ نے اسی بحث میں لکھا ہے المشھور عن مالک طہارۃ الخنزیر۔ یہ کسی معمول بہ مسلک کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ امام شوکانیؒ نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ فلا ینتفع من المیتۃ بشیٔ الا ما خصہ دلیل کالجلد المدبوغ۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی جِلدِ مدبوغ سے انتفاع دلیل (یعنی حدیث صحیح) کی بنا پر جائز ہے۔ تو اس کے بعد کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص اپنی کھال کو خود ہی دباغت دے، خود ہی استعمال کرے یا استعمال نہ کر سکے تو دوسرے کو بلاقیمت دے۔ میرے خیال میں یہ ایک ناقابلِ عمل اور غیر حکیمانہ مسلک ہے جو منشائے شریعت کے مطابق نہیں ہے۔

یہ بات بھی خلاف تحقیق ہے کہ مردار کے سارے اجزاء اور ان سے انتفاع حرام ہے اور اس پر اجماع ہے۔ اجماع تو کجا، بعض اجزاء کا استعمال حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ ابوداؤد، باب الانتفاع بالعاج سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے لیے ہاتھی دانت کے کڑے خریدوائے۔ بخاری میں امام زُہری کا قول درج ہے کہ میں نے بہت سے اصحاب سلف ایسے دیکھے جو ہڈی کی کنگھی استعمال کرتے تھے جو ہاتھی یا دوسرے مُردہ جانوروں کی ہوتی تھی۔

اسی طرح بال، سینگ اور کھر وغیرہ اجزا جن میں دوران خون اور آثار حیات مفقود ہوتے ہیں ان کا استعمال بھی جمہور نے جائز رکھا ہے خواہ وہ مردار کے ہوں۔

جہاں تک مردار کی چربی کا تعلق ہے بلاشبہ یہ ارشادِ نبوی کے بموجب نجس و حرام ہے۔ لیکن کھال کو چربی پر قیاس کرنا بھی میرے نزدیک صحیح نہیں، بالخصوص جب کہ کھال کا حکم الگ حدیث میں بیان فرما دیا گیا۔ حضرت جابرؓ والی حدیث میں صحابہ کرامؓ نے چربی کے متعلق خاص طور پر دریافت کیا مگر کھال کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ اس لیے اس حدیث سے میری دانست میں کھال کے لیے کوئی حکم نہیں نکلتا۔ پھر مردار کی چربی کی جو صورتیں اس حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن میں اس کی چکناہٹ سے جسم یا کپڑوں کے آلودہ ہونے کا قوی امکان ہے۔ ظاہر ہے کہ چراغ میں یا کشتی یا چمڑے پر جب چربی استعمال ہوگی تو جو ہاتھ یا کپڑا اُسے چھوئے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔ نجس اشیاء کا ضرورۃً ایسا خارجی استعمال جس سے اس طرح کی آلودگی کی صورت پیدا نہ ہونے پائے، میرے گمان کی حد تک وہ اس ممانعت کے تحت نہیں آتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔